غیرت کے نام پر قتل

ہم پچھلے اداریہ میں بھی اس موضوع پر بہت کچھ کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کا مسلمان مرد، اپنی بہت سی کوتاہیوں کے باوجود اتنا بے غیرت نہیں ہوا جتنا کہ مغرب کا مرد ہو چکا ہے۔ شرمین عبید چنائے اور اس قبیل کی دیگر خواتین بیشک درجنوں آسکر ایوارڈ اور نوبل پرائز لے لیں اور مغرب زدہ اینکر پرسنز پورا زور لگالیں، پاکستان کے مرد و زن، انہیں اپنا معاشرتی مرشد ماننے پر ہرگز تیار نہیں ہیں۔ معاشرتی اقدار اپنا وجود ہر قیمت پر برقرار رکھتی ہیں۔ مثلاً فلم بین طبقہ، فلم سازوں، اداکاراؤں اور سازندوں وغیرہ کی اداکاری سے محظوظ تو ضرور ہوتا ہے اور ہر فلمی کہانی کے مرکزی تھیم، یعنی ایک ہیرو اور ہیروئن کی محبت کے آخری نتیجہ سے، جو تین حال میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہوتا، یعنی کورٹ میرج، ہیروئن کے اغوا یا ولن کی کامیابی اور ہیروئن کی خودکشی، محظوظ تو ہوتا ہے مگر اپنی بیٹی کو کسی بھی قیمت پر جہاں تک اس کا بس چلے، فلمی اداکارہ بننے کی اجازت نہیں دیتا۔ بہت کم والدین ایسے ہوتے ہیں جو اپنی بہو بیٹیوں کو اس دنیا میں داخل ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔ ساری ساری عمر ملکہ نور جہاں کے گانے سننے والے، قدردان، اپنے گھر کی مستورات سے ملکہ صاحبہ کا معاشرتی اور سماجی رابطہ ہرگز نہ کراتے تھے۔

پہلے مشرف اور پھر میاں شہباز شریف نے اپنی اپنی ترقی پسندی جو دراصل امریکہ کی رضا جوئی کے واسطے تھی اور ہے تحفظ حقوق نسواں کے نام سے قانون بنائے اور غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کا راستہ روکنے کی کوشش کی، جو ہر لحاظ سے ناکام رہی بلکہ عوام نے چڑ میں آکر اس نام پر پہلے سے زیادہ قتل کیے۔

اسلام کسی بھی مجرم کو سزا دینے کا اختیار قاضی کے علاوہ کسی کو نہیں دیتا ہے اور کسی باپ، بھائی یا خاوند کو اختیار نہیں دیتا کہ وہ خود ہی اپنی کسی بہو، بیٹی یا بیوی کو کسی بھی صورت میں قتل کر ڈالے لیکن ایسا تو تواتر سے ہوتا آرہا ہے اور میرے خیال میں آئندہ بھی ہوتا رہے گا کیونکہ حکمران طبقہ اس سلسلے میں ضروری قانون سازی نہیں کرتا بلکہ بدکار مرد و زن کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم یہاں اسلام کا صرف ایک قانون بیان

کریں گے کہ جس کے نفاذ سے اس قتل کا سدباب ہو جائے گا جو غیرت کے نام پر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے: لڑکی کا نکاح ولی کراتا ہے اور اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ یہ نکاح گھر کے اندر ہوتا ہے اور اس کے گواہ افراد خانہ ہوتے ہیں۔ حکمران یہ قانون چلا دیں۔ اس سے کورٹ میرج کی راہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جائے گی اور غیرت کے نام پر قتل رُک جائے گا۔ جب کورٹ میرج کا دروازہ بند ہو جائے گا تو نہ کوئی لڑکی گھر سے بھاگے گی، نہ کوئی لڑکا اسے بھگا کر لے جائے گا اور نہ کوئی لڑکی اپنے والد، بھائی کی انتقامی غیرت کا شکار ہوگی۔

نام نہاد ترقی پسند خواتین جو چاہیں کرلیں اور اپنی جتھابندی کے زور پر حکمرانوں سے جو چاہیں منوا لیں مگر یہ نوشتہ دار انمنٹ ہے کہ ان کی تمام مساعی بیہودہ نقش بر آب ثابت ہوں گی۔ علمائے اسلام کی مزاحمت، سیکولر قانون سازوں کی اکثریت کی راہ نہیں روک سکتی مگر...... اتنا ضرور کر دیتی ہے کہ ان کے منظور کردہ غیر اسلامی قوانین کو نافذ العمل نہیں ہونے دیتی۔ اہلِ پاکستان کی غالب اکثریت کی دولتِ ایمان پر ان کی بے خبری میں بڑے بڑے ڈاکے ڈالے گئے لیکن جب علمائے اسلام نے انہیں خوابِ غفلت سے جگایا تو انہوں نے ان ڈاکوؤں کا خوب تعاقب کیا اور ان کی ڈاکہ زنی کو مٹا کے چھوڑا۔

آزاد کشمیر کی نااہل قیادتیں

آزاد کشمیر جسے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کا بیس کیمپ ہونا چاہیے تھا وہاں مقبوضہ کشمیر کی آزادی کا نام لیوا کوئی نہیں۔ ہر سال 5 فروری کا دن، یوم یکجہتی کشمیر ایک بے روح رسم کے طور پر منایا جاتا ہے اور مظفر آباد میں تعینات اقوامِ متحدہ کے مبصر مشن کو ایک عرضداشت پیش کر کے معاملہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ آزاد کشمیر کی تمام سیاسی جماعتیں، اقتدار کی جنگ میں پاگل ہو چکی ہیں اور بھول چکی ہیں کہ ان کا ہدف مقبوضہ کشمیر کی آزادی تھا اور اہل کشمیر کو اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حق استصواب دلانا تھا مگر سردار ابراہیم اور سردار عبدالقیوم کے ورثا آزاد کشمیر میں اقتدار کی رسہ کشی میں اتنے منہمک ہو چکے ہیں کہ میرپور اور راولپنڈی، اسلام آباد میں جائیدادیں بنانے کے سوا انہیں کچھ یاد نہیں رہا۔ آزاد کشمیر کی اسمبلی کی کسی کاروائی میں کشمیر کی آزادی کا ذکر پڑھنے کو نہیں ملا۔ پاکستان کی درجنوں جماعتیں سارے جہان سے چندے آزادی کشمیر کے نام پر جمع کرتی اور ہڑپ کرتی آرہی ہیں۔ جب آزاد کشمیر کی یہ حالت ہوگی تو حکومتِ پاکستان کی سیاسی اور اخلاقی حمایت کس کام کی؟ اقوامِ متحدہ امریکہ کی لونڈی باندی ہے۔ حکومت پاکستان کی ساری جدوجہد کا حاصل ڈائیلاگ ہیں،